۷۸۶

# کل گلدستہ حضرت محسن کاکوروی

از تصانیف

مداح رسول زمن ثانی اویس قرنی صوفی پاک باطن مولانا سید محمد محسن صاحب

محسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع لکھنؤ)

سن پیدایش سنہ ۱۲۴۲ ہجری

سن وفات سنہ ۱۳۲۳ ہجری

مرتبہ

شیخ الٰہی بخش گنائی لاہوری

حسب فرمایش

شیخ جان محمد الٰہی بخش تاجران کتب لاہور

بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ دروازہ

در سنہ ۱۳۴۲ ہجری المقدس

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو عبد الرشید چھپا

بار اول تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت فی جلد ۶/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

للہ الحمد شب غم نے اُٹھایا بستر
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر
بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگ دیگر
گر نہ ہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے
سجدہ کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبع رسا
رہ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ
ہو رہا ہے صف ارواح میں میرا چرچا
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزم قدسی کا بولایا ہوا مہماں ہم ہیں
ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انساں ہم ہیں

آج کس دھوم سے خدام سخن آتے ہیں
تنگی بزم جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں
مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اوٹھواتے ہیں
جشن کا روز ہے معنے کشۂ قدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلک اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے تکتے کتنے
عالم نور میں چھوڑ آتے ہیں شوشے کتنے
عقد پرویں سے لکھے ہم نے معمے کتنے
سادہ کاغذ ورق مہر درخشاں ہے آج
دست پہ نور عطارد میں قلمداں ہے آج

یوں خرامندہ و بشوخی قلم رعنا ہے
بال پرواز پری چٹکیوں پر اوڑتا ہے
موج ہے جس پہ خجل غرق عرق دریا ہے
آہو شوخ ہے کیا کبک خراماں کیا ہے
کوئی شاخ آہوؤں کی جلوہ گری ہے تو نہیں
کوئی سرخاب کا پر کبک دری ہے تو نہیں

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے
غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے
سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے
ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں
نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں

سطر سنبل گل تر حرف سے غنچہ نقطہ
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا

کاغذ مشق ہے یک سیر چمن کا تختہ
کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا

جس کو گلدستۂ باغ احدیت کہیے

خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو
کہو رضوان سے کہ لاوے مجھے شاخ شبو

کہ ہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہ شب فکر میں ہو نکہت مشکیں ہر سو

منشی دفتر اعلے کا کام کافی ہے

مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بیدود
گوند ہو شجرۂ طوبے کا بقدر مقصود

جس کی ترکیب کو جبریل امین ہیں موجود
پانی لیں چشمۂ کوثر سے تو پڑھ کے درود

صورت دیدہ موسیٰ ہو پر انوار کھرل

شمع سے طور معلے کے اڑائیں کاجل

رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے
خضر کو سالک آب از پے مرجان کیجے

لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے
لعل کیواسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہے برہمی انجمن گردوں کا

کہ شفق پر بھی ارادہ ہے مرا شنجون کا

اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا
کھینچی تصویر اُسے جلوہ گہ ناز کیا

پردہ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھینچا نقشا ہے

خاک انگارہ کف دست ید بیضا ہے

کیوں نہ سو جان سے ہو گلزار بہار معنی
یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی

محو رنگینی تصویر سراپائے نبیؐ
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھچی

ناز سے خامہ قدرت نے کہا واری ہیں

اور تصویر یہ بول اُٹھی کہ اللہ رے میں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار امکاں
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں

کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرداز جہاں
کیسی تصویر کہ ہے کلک مصور نازاں

کیسی تصویر کہ سب صل علی کہتے ہیں

کیسی تصویر کہ سب جل و علی کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچے نقاش ازل
تیری تصویر سے کھلے معنے یہ قل و دل

غور لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل
انبیاء شرح مفصل ہیں تو متن مجمل

تو ہے خورشید تمہے سامنے انجم ہیں نبی

تو ہے شمسیہ تصویر میں تو سب ہیں قطبی

تو ہے داؤد نغم تو ہے سلیمان خاتم

ذکر کیجئے ہے تو ذکر زکریا ہر دم

| | |
|---|---|
| خلعت خاص خلیلؑ و برکات آدمؑ | شکر یعقوبؑ و صبر دل ایوبؑ بہم |
| حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری |
| بولے جبرئیلؑ کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل<br>خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرف اسمٰعیلؑ | آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصاف جمیل<br>اور سوا اس کے بھی اے معتقد باغ خلیل |
| حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری |
| دیں پکارا کہ مرے گھر میں اجالا کردے<br>مثل مردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کردے | طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کردے<br>دستگیری مری فرما مجھے بر پا کردے |
| حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری |
| کنویں جھانکا کروں کنعاں کے تو سودا ہی مجھے<br>خبط ہے گر سر اعجاز مسیحا ہے مجھے | طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے<br>سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے |
| حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری | آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری |
| واہ تصویر ہے سب حق کی قسم یہ تصویر<br>بسکہ آئینۂ وحدت میں ہے ضم یہ تصویر | ہے دل و جان رسل فخر امم یہ تصویر<br>عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر۔ |
| سایۂ زیبا ہی نہ تھا آپکے قامت کیلئے | روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لئے |
| چشم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے<br>اسکے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے | سایۂ حق وہ شہ منزلت ظلا ہے<br>سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے |
| لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں | ظل حق ہو تو ہو ظل نبی خوب نہیں |
| قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بخدا<br>آب آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا | سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا<br>انی وجہت کرو نیت صادق سے ادا |
| اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم و مطاعت کو ہے | یہی تکبیر میں عشاق کی قد قامت ہے |
| عرش پر کرسی بچھائے ہے مرا ذہن رسا<br>اے فلک فکر باندازہ ہمت ہے بجا | اب یہاں آمد مضمون ہے کہ وحی یوحے<br>تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا |
| قد بے سایہ مری چشم تمنا میں رہے | سایۂ طوبیٰ کا ترے عالم بالا میں رہے |
| راستی جوہر آئینۂ ایمان ہے دلا<br>دیکھے دونوں الف اس کے تو کھلا یہ نکتا | کہتے ایمان ہے کہ دو قد ہے الف ایمان کا<br>ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا |

سریان حدیث وقدم اول کو عبور
دوسرا وادی ایمن میں ہے شمع سرطور

سر اقدس ہے جناب لب دریائے قدم
درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم
یوں حدوث اور قدم آکے ہوئے ہیں باہم

قطرہ گر نیست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لئے اُمت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر
بخشش حق ہو نہ ہم پر متوجہ کیوں کر

دن گنے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر
زلف مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ اُمت کا سیاہا دیکھو

سایہ ہے فرق ہمایوں پہ جناب حق کا
پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہے ہما

عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہیں سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پر پیچ و خم سرور ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے نہ یہ عنبر سر ہے

خوشنویس ازلی کا ہے وہ پر نور قلم
کہ ہر اک حرف ہے اُس کا سند مستحکم

اہل ایمان کے لئے موئے سر شاہ امم
خط گلزار میں ہے سرخط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا میں
خوب فردوس یہ لکھا ہے خط طغرا میں

رخ پر نور کا ہے کاکل شبگوں سے ظہور
دیکھ لو دامن موسٰے کے تلے شعلۂ طور

سنبلے میں ہے عیاں جلوۂ ماہ پر نور
ابر رحمت میں ہے خورشید قیامت مستور

شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر میں ہے نور الٰہی روشن

وصف پیشانی میں ہوتا ہے قلم سر بجز میں
لوح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بیقین

مصحف گل ہے رخ خاتم نسخۂ دین
سورۂ فاتحہ مصحف گل ہے وہ جبین

گلشن عالم منزہ یہ رخ زیبا ہے
اُس گلستان مقدس کا یہ دیباچہ ہے

ہیں وہ ابروئے سیہ زیب جبیں انور
طاق یا خانۂ خورشید کے آتے ہیں نظر

نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھ کر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر

خواب میں بھی جو وہ زہرہ سی جبیں پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوئے پیشانی انور ابرو
ہیں اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو

آبروئے دم خنجر ہیں مقرر ابرو
موج دریائے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہ کامل میں مہ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کھینچیں معرکۂ بدر میں شمشیریں ہیں

| | |
|---|---|
| ایک رگِ مخفی ہے مابین دو ابروئے سیاہ<br>طرفہ تشبیہ پہ پہنچی ہے سخنداں کی نگاہ | کہ نظر آتی ہے وقت غضب شاہنشاہ<br>الف اسم چھپائے ہوئے ہے لب ہم اللہ |
| لفظ و معنی ہیں عجب ابروؤں کے طاق ہوئے | الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئے |
| رگ جو کانٹا ہے تو شاہیں ترازو ابرو<br>آنکھ پڑ جائے اگر جانب امت سرمو | مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشم دلجو<br>صاف رکھی ہے میزان قیامت یکسو |
| آپ پلے پہ ہمارے ہوں تو کیا کھٹکا ہے | مردم چشم کہیں ہم نے اسے تولا ہے |
| طرفہ مضمون ہے مجھے پیش نظر ہو آگاہ<br>ایسی نرگس کہیں دیکھی ہے نہ بادام سیاہ | منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجئے نگاہ .<br>چشم بد دور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ |
| لاکھ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ کہے | چشمکیں مائے سخن گو نظر فیہ کہے |
| اک نیا نسخہ نکالوں دل پہ جو ہر سے<br>پلکیں اکسیر کی بوٹی ہیں سنا اکثر سے | صفحہ پر سیم کی لکھیں جسے آب زر سے<br>بوئہ چشم پہ ہے آنچ رخ انور سے |
| صدقے اے دولت بیدار ترے سونے کے | ڈھیلے آنکھوں کے نہیں ڈھیلے ہیں یہ سونے کے |
| گوش پر نور تہ زلف شب آسا مستور<br>رنگ کا اسکے صباحت کے چمن میں کافور | کہیں دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور<br>کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور |
| گوہر وصف سے گردامن دریا پر ہو | یوں صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل فُو ہو |
| سر فلک گوش قطب گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز<br>ہے زمین کعبۂ ابرو کی بڑی مردم خیز | چشم کا یہ ہے اشارہ کہ گرو اس سے گریز<br>رخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز |
| گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں | قطب و صاحب انفاس یہاں رہتے ہیں |
| بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر<br>خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر | آب آئینۂ رخسار کی موج انور ہے<br>یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر |
| صفحہ خد مبارک پہ الف بینی ہے | دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے |
| صورت چشمہ کوثر ہے لب جان پرور<br>شاخ اس نخل کی ابروئے جناب اطہر | نخل بادام وہ بینی ہے لب کوثر پر<br>اور اس شاخ میں عینین مبارک ہیں ثمر |
| دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہے | نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہے |
| چشمۂ مہر سے اس بحر میں اب رونق ہے | صفحہ ماہ تنگ انگشت قلم سے شق ہے. |

وصف رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے
رنگ رخسار سحر سامنے جس کے فق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو
شمع کے بھی دھوئیں اڑ جائیں جو کچھ دعویٰ ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
چرخ پر سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں

روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے
امیّ ہونے میں بھلا آپ کے شبہ کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

لب جاں بخش کی تشبیہ دم عیسیٰ سے
دی نہ دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
آب حیواں نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیئے
اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے غوشے

کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں
لعل سمجھوں اسے آنکھیں مری پتھراتی نہیں

فکر وصف در دنداں میں کٹا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
جسکی تشبیہ نہ ہو اس کی صفت کیا ممکن
یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن

غور سے دیکھئے تو شبہ کے یہ چھالے ہیں
یا لب ساغر افلاک کے تبخالے ہیں

قطرہ جب سایل تشبیہ ہوا رو رو کر
آیا دامن میں لئے گرد یتیمی گوہر
پانی پانی میں ہوا جوش مروت سے مگر
معنی تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر

کہ درین قطرۂ سایل نم لا تنہر نیست
در بے در یتیم آبرو لا تقہر نیست

اک تبسم سے کلید در جنت ہے یہاں
ہوتے غفار کے دندانہ تشدید عیاں
نامۂ بخشش امت ہے جو حضرت کی زباں
لفظ اللہ سر نامہ ہے سلک دنداں

نامہ ملفوف یونہیں ہے بطرز دلخواہ
ہے لفافہ پہ خط پشت لب انشاء اللہ

اے سخنداں کئے اسرار دہن کس نے بیاں
مل گیا خاک میں جو چشمۂ آب حیواں
پہنچے ہیں حقہ گوہر کے جگر تک دنداں
درج یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں

رنگ غنچہ کا اڑا گل کی تعلی چھوٹی
منہ پہ پستہ کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اسکو شکرستاں کہیئے
کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہیئے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیواں کہیئے
اور سلیماں نے کہا خاتم یزداں کہیئے

ہر جگہ مشتہر اس کا لقب "تازہ" کیا
حق تعالیٰ نے اسے صاحب آوازہ کیا

غنچے سے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضموں
گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزوں
ہیں شگافت قلم صنع اسے کیوں نہ کہوں
جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون

| | |
|---|---|
| شعرا نے اُسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا | اسم اعظم کا مگر ہم نے معما سمجھا |
| ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہیے | کشش خط شکست دل اعدا کہیے |
| سر فرمان خدا کا خط طغرا کہیے | کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے |
| اسکی روواری نے اللہ نے بخشا ہم کو | ہے شفاعت کی سند خط شفیعا ہم کو |
| رخ پہ نور ہے قرآن کا پہلا نسخہ | ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا |
| مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکتہ | اس لیے حاشیہ لکھا ہے خط رنگین کا |
| رخ جو ایمان ہے تو کیونکہ وہی یہ ایمان کا | ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآن کا |
| نگہ پاک الف صاد ہے چشم زیبا | لام گیسو ہیں سر منہ نہیں کچھ فرق اصلا |
| چہرہ پر ہے خط گلزار سے یعنے لکھا | کہ وہ ہے اصل پئے خلقت دین و دنیا |
| جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجے | دیکھی تضمینیں بہت اک نئی تضمین کیجے |
| پردۂ کعبہ ہے گیسوئے حبیب یزداں | اور محراب حرم کا ہے اُس ابرو پہ گماں |
| اسمیں پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا داماں | مردم چشم ہے بیٹھا ہو اک ناظرہ خواں |
| زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف | رحل ہے جس پہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف |
| لو لگانے سے ہے یہی روشنی طبع دلا | شمع کافوری گردن کا دکھائیے جلوہ |
| نہیں پروانگی پاتی ہے مگر فکر رسا | پہ یہاں جلتے ہیں جبرئیل کے اندیشہ کجا |
| سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہے | آتش حسن گلو سوز کا یہ شعلا ہے |
| بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارۂ نور | جس سے ڈوبے عرق شرم میں ہی شمع طور |
| کیسی مینا و صراحی کا یہاں کیا مذکور | بزم تنزیہ کی کہیے اُسے مینائے طور |
| جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن میں آئے | خلد میں شربت دیدار حق اچھو ہو جائے |
| بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن | کہ شب فکر میں افروختہ ہیں شمع سخن |
| ہے تجھے کس سے اے خامۂ ایجاد الجھن | انتخابی ہیں سب اشعار بیاض گردن |
| ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بروی | تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آوردی |
| صفت مہر نبوت کا بیان ہو کیونکر | خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر |
| مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نے لکھ کر | کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اس پر |
| ہونے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ | ختم اللہ علے قلبہم انا للہ |

| | |
|---|---|
| مہرانور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام<br>راست ہے دعوئی مقبولی دین اسلام | کلمہ اس سے نمایاں تھا نہیں اس میں کلام<br>ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام |
| نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر | ایک سکے میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر |
| دست رنگین کی صفت بار خدایا کیا ہے<br>طوطی ناطقہ اس باغ میں چپ رہتا ہے | شاخیں نکلیں جو کہوں شاخ گل رعنا ہے<br>بلبل طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہے |
| ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہیں | دست گلچیں کو یہاں دستہ گل کہتے ہیں |
| ہاتھ کھینچے ہوئے ہے رنگ ہے معنی کا فق<br>کلک مداح نے جب صفحے کی بخشی رونق | قلم انگشت ششم ہے کف افسوس ورق<br>ہو گیا سینہ عطارد کا بھی حسرت سے شق |
| رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر | میرے ہاتھوں پہ تصدق ہوئی گجرا ہو کر |
| بند دست آپ کا ہے یا کوئی خمسہ کا بند<br>انگلی ہر ایک ہے وہ مصرع موزون و بلند | طبع استاد ازل بھی ہے عجب نازک بند<br>انگلی تک رکھ سکتے نہیں جس پہ کہیں دانشمند |
| مجھ کو فخر صفت پنجۂ اقدس بس ہے | اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہے |
| گو کف دست منور کو میں کہتا ہوں ماہ<br>مہرانور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ | غور کیجے یہ تشبیہ نہیں خاطر خواہ<br>دونوں جس وقت مقابل ہوئے اللہ اللہ |
| ہم نے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا | اک گھڑی میں مہ نو کو مہ کامل دیکھا |
| کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور<br>اور کہتے ہیں فرشتے یہی حیران ہو کر | دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر<br>لوح محفوظ ہے یا عرش خدا پیش نظر |
| صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہے | صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہے |
| صاف دبے ہوئے نبی کا بر سیمین شفاف<br>ہاں مگر سینہ سے ہے اک خط مشکین تا ناف | جیسے نقطوں سے حروف لک صدر کہیں صاف<br>جسکو کہتا ہے سخنور کشش مرکز کاف |
| صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہے یہ | عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے اور بال ہے یہ |
| مخزن گوہر اسرار شب اسرائے ہے<br>جو کہ لبریز لطافت ہے یہ وہ چشمہ ہے | شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتہ ہے<br>جس میں امواج لطائف ہیں یہ وہ دریا ہے |
| خط نہیں سینہ میں شاہنشہ بحر و بر کے | عنبریں موج ہے یہ بحر میں گویا بر کے |
| گرچہ پرواز میں اندیشہ ہے بال جبرئیل | اور احیائے مضامین میں ہے فکر اسرافیل |

| | |
|---|---|
| نہ ملی پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل | ہوگیا ہمعدو لفظ عدم لفظ عدیل |
| قاف تک ہمنے بہت قاف کمر ڈھونڈا ہے | کمریں دیکھی ہیں پر ایسی کمر عنقا ہے |
| ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور | اُس کے اوصاف میں مشہور میان جمہور |
| تا کمر غرق عرق ہو گئے سب اہل غرور | سامنے اُسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور |
| اُسکے اوصاف شجاعان جہاں گھبرائیں | چلتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں |
| لا خطِ نسخ میں لکھو تو کہوں اک نکتہ | لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صلّ علیٰ |
| واہ کیسا کمروں پر یہ خط نسخ کھنچا | کمر یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا |
| نہیں ثابت قدم اس نفی سے اثبنا بھی | یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے جدا اِلّا بھی |
| سرِ عالم ہے فدائے قدم پاک نبی ؐ | وصف میں جسکے سخنداں کا لگا گھٹنے جی |
| ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی | نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی |
| سر بزانوئے ادب آکے سخنگو بیٹھیں | فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں |
| دیکھئے کیا اُسے شمشاد و صنوبر سے مثال | چمنستان ارم اُسکے قدم سے ہے نہال |
| سرو جنت سے نکل آئیں پئے استقبال | کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال |
| مثل بلبل کے سر راہ بچھائیں گل چشم | فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم |
| شور ہے عالم بالا پہ قدِ رعنا کا | سر افلاک ہے فدیہ قدم والا کا |
| ساق ہے نخل تمنا ملاء اعلےٰ کا | خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخِ زیبا کا |
| رکھدیا آپ نے جس فرش پہ دو بار قدم | بڑھ گیا پایہ میں وہ عرش سے بھی چار قدم |
| بزم میں تذکرہ پائے نبی ؐ گر سن پائے | شمع گو رشک سے جلجائے مگر سر نہ اُٹھائے |
| ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے | گرہ ابروئے خوباں کی حقیقت کھُل جائے |
| ماہ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے | ناخنہ چشم فلک میں خلش تازہ کرے |
| لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن | کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن |
| اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن | آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن |
| سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر | صاف محشر کی زمیں کھولوں اُٹھا کر سر پر |
| ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور | یوں کہے بادشہ بارگہِ عالم نور |
| لو سراپا ہمیں تم دو عوض حور و قصور | میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور |
| صفت حاضر ہے مگر اسکی ہو ترکیب نہیں | گھونٹ دامن یکے یوسف کی یہ تصویر نہیں |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم — سنہ ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم — صلے اللہ علیہ وسلم

۸۴۲ — ۴۴۷

# مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوئے نمایاں — سیپارہ لئے ہوئے ہے دوراں
واللّیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضّحٰے ہے
عنوان فلک ہے در منشور — لوح زریں سورۂ نور
اطراف بیاض مطلع صاف — والفجر کے حاشیہ پہ کشاف
معمورۂ دہر تا بیابان — ہمطالع کشور بدخشاں
ہر دشت ہے مثل وشت ایمن — ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم میں ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر
جزدان سپہر میں ہے پنہاں — مشکوٰۃ شریف مہر تاباں
آنکھیں نظارہ کی طلبگار — نظارہ کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دید ہے دیدۂ زلیخا
ہے شرق سے غرب تک پریشاں — نور عینین پیر کنعان
وہ سورۂ یوسف تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسمان پر — اوج افلاک مہر گستر
وہ ہے بلغ العلےٰ کی تفسیر — یہ ہے کشف الدجےٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق — مشہور روایت مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح — رکھ دیجئے طاق پر مصابیح

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے
انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے۔

مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے
مریخ کی شست مشتری ہے

روپوش دبیر چرخ اخضر
ظلمت کا سیاہ کرکے ابتر

اہل مد کہکشاں ہے مفرور
پروانہ نویس شمع کافور

زہرہ کا سفید ہوگیا رنگ
نظم پروین کا قافیہ تنگ

ہے فکر سپہر رات بھر کی
کیا بات ہے مطلع سحر کی

ہر مطلع صبح صادق استاد
از دیدۂ نوشت صاد بر صاد

ہے وقت اخیر شب خلاصا
الواح زبرجد فلک کا

ہنگام سپیدۂ سحر گاہ
ساعات میں روز و شب کے واللہ

اک مخبر صادق البیاں ہے
پیغمبر آخر الزماں ہے

کیفیت وجد میں ہے بلبل
ہے وقت نزول مصحف گل

سبزہ ہے کنار آب جو پر
یا خضر ہے مستعد وضو پر

نوبت ہے صدائے قمریاں کی
طیاری ہے باغ میں اذاں کی

محو تکبیر فاختہ ہے
قد قامت سرو در رہا ہے

اک شاخ رکوع میں رکی ہے
اور دوسری سجدے میں جھکی ہے

سوسن کی زبان پر مناجات
جاری لب جوی التحیات

تسبیح شگوفہ با مصور
تحریمۂ تاک رب اغفر

پھیلی ہوئی بوئے گل چمن میں
اور صلّ علیٰ کا غل چمن میں

غنچے میں ہے خامشی کا عالم
با صوم سکوت میں ہے مریم

کیاری ہر یک اعتکاف میں ہے
اور آب رواں طواف میں ہے

پابند زکوٰۃ نامیہ ہے
کانٹا زر گل کو تولتا ہے

لایا یہ مجاہد صبا رنگ
نافرمان ہو رہا ہے چو رنگ

سالک ہے چمن میں نہر موزون
مجذوب ہے شاخ بید مجنون

ہے صوفی صاف دل صنوبر
تحریک نسیم حالت آور

ہر تخم بخلوت آرمیدہ
ہر ایک ثمر خدا رسیدہ

ابدال ہیں برگ و نخل اوتاد
ہے نعم العبد سرو آزاد

خدمت میں بہار کی صبح ہے
سبزہ سنبل کا بالکا ہے

سجادہ بدوش لالہ یکسو
یکسو شب زندہ دار شبو

ہے استغراق نیلوفر کو
پاس انفاس ہے سحر کو

سیفی جو زبان خار پہ ہے
نرگس کی نگاہ میں اثر ہے

وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست
صادق ہے بہار پہ ہمہ اوست

غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے
واصل ہے جسے یہاں وفا ہے

کہتا ہے اشارۂ لحب لوله
موتوا من قبل ان تموتوا عله

خرقہ ہے نصیب یاسمن کو
عمامہ ملا ہے نارون کو

پیرایۂ نور میں سمن ہے
سلطان مشائخ چمن ہے

عطار شمیم گلستان کی
ہم مرتبۂ فرید بوئی

پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب
جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب

کیوڑا گلزار پر فضا میں
غوث الثقلین رح اولیا ہیں

ہر شمع خموش فکر میں ہے
ہر طائر شوق ذکر میں ہے

سوزش میں قلندرانہ قمری
اور چشتی سبز پوش طوطی

ہے خواجہ نقشبندی ذی جاہ
طاؤس علیہ رحمۃ اللہ

ہر کبک دری خلیل آذر
ہدہد نام خدا پیمبر

اعجاز نسیم صبحدم ہے
انفاس مسیح کی قسم ہے

عالم میں وہی ہوا ہے چلتی
جو صبح الست کو چلی تھی

تنزیہ ہے مست نغمۂ ہو
ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو ئ

با شان و شکوہ جلوہ فرما
شاہنشہ تخت گاہ الا

سامان ظہور کی ہے تمہید
قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید

فیض روح القدس عیاں ہو
افشای رموز کن فکان ہو

---

له لب لو کو اردو میں چھوٹی موئی کہتے ہیں ۱۲

ٹله متصوفین کا مشہور مقولہ ہے یعنی مرنے سے پہلے تم مرجاؤ ۱۲ -

آئینۂ ہو چار سوئے عالم
لبریز تجلیات پیہم

ہر قطرہ ہو جو مثال بحر و بر
ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر

وہ شان ہو آج رنگ بو کی
مصداق ہو جل شانہ کی

لو ہم نے احباب کو عطا کی
آب حیوان کی میر بحری

فرمان بقا کے مستند ہوں
احکام فنا کے مسترد ہوں

کثرت وحدت میں ہو کے فانی
حاصل کرو عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو
امکان پہ وجوب کا کرم ہو

سیرابی تازہ روپ دکھائے
ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے

اسرافیل اپنی صور لائیں
پھر رنگ رمید کو جمائیں

عزرائیل اب کریں نہ دورا
ناکارو کے رہیں عدم کا

اللہ اللہ کیا سماں ہے
ہر شے کو حیات جاودان ہے

سرسبزی ہے باغ میں جہاں کی
آمد ہے بہار بے خزاں کی

لوح و قلم ادیب تقدیر
محو خط نسخ عالم پیر

ایام کا بخت پھر جواں ہے
پھر عہد شباب آسماں ہے

ہستی و عدم میں ایک لے ہے
لا شے کے بھی لب پہ آج نے ہے

کیفیت خرمی سے مسرور
رنگین طبعان محفل نور

رضوان نے کہیں سبیل رکھی
ہر کوزۂ سلسبیل رکھی

طیار کیے بحکم باری
میکائیل یک طرف نہاری

آئے لئے ساغر و صراحی
کوثر سے کھچی ہوئی صبوحی

گلدستے بہشت کے بنائے
جبریلؑ درود پڑھتے آئے

بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے
غلمان لئے ہار حور گجرے

خاکہ ہے زمین و آسمان کا
نقشہ ہے مکان میں لامکان کا

گویا اتر آئی ہے زمین پر
مینا بازار چرخ اخضر

نازل ہوئے عرش سے فرشتے
سب حیّ علی الفلاح کہتے

حاضر ہوئی روح پاک آدمؑ
روحوں نے کہا کہ خیر مقدم

ہم رنگ ارم زمانہ بشگفت | طوبیٰ لَکَ یا اَبا اُلبشر گفت
انوار کے نوح ؑ کے نمایاں | یا ابر کرم کا جوش طوفان
رحمت کے لباس ہیں چپ و راس | شیث ؑ و ادریس ؑ خضر و الیاس
یمن و برکت لئے ہیں موجود | ہارون ؑ و شعیب ؑ صالح ؑ و ہود ؑ
خاتم پہ لکھے ہوئے سلیمان ؑ | نقش تسخیر جن و انسان
بسم اللہ صاد صبر ایوب ؑ | الحمد کتاب شکر یعقوب ؑ
یوسف مع عزت و مناصب | یونس ؑ مع ماہی و مراتب
داؤد ؑ لئے زبور پہنچے | موسیٰ مع شمع طور پہنچے
کعبے میں خلیل کا ہے جلوہ | بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحاق ؑ مع ذبیح آئے | لقمان مع مسیح ؑ آئے
تھے حسن فروش جلوہ مشتاق | ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
انواع محاسن و کمالات | اقسام صفات و عمدہ حالات
جو کچھ اب تک ہوا ازل سے | ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتہ جانفزائے ناسوت | رازِ ملکوت و سرِ لاہوت
توحید کی شان راستبازی | تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہمرکاب تسلیم | اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم
دانش دانائے سرِ مکنون | سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحبان | طفل ناخواندہ دبستان
وہ دولت و جاہ روز افزوں | جس کے بندوں میں تھا فریدوں
حاتم کا وصف جود کامل | عدل نوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفلِ مقصود | علم آئینہ وجود معبود
ہر گوہر قلزم ولایت | ہر نیّر مطلع ہدایت
صدیق رض کا صدق استواری | عثمان رض کا حلم و بردباری
آوازہ عمر رض کی صاحبی کا | اور دبدبہ مرتضےٰ علی رض کا
ریحان بہشت روح پرور | خلق حسن رض شگفتہ منظر

رنگینی لالہ زار ایمان | جانبازی سید شہیدانؓ
آثار مجاہدین ابرار | انوار مہاجرینؓ و انصارؓ
مقبولی بایزیدؒ و ادہمؒ | محبوبی خاص غوث اعظمؒ
عرفان ابوسعیدؒ و کرخیؒ | روشن ولی جنیدؒ و شبلیؒ
گستاخی عاشقان مغرور | رسوائی دار و گیر منصورؒ
عشق آفت عاشقان جانباز | حسن آئینۂ تجلی ناز
مجنون وہ ہجوم حسرت دل | لیلی مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھ کر تماشا | حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہی آج سامان | کھلتا نہیں یہ کچھ سر پنہاں
خورشید فلک کے سائبان میں | یوسفؑ ہے غبار کارواں میں
خلوت گہ حسن ہے زمانہ | اور جلوۂ صبح شاہانہ
ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے | نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے
خورشید ظہور کا شرف ہے | معراج نظر کو ہر طرف ہے
مظہر کا خطاب میرزا ہے | منظر کا لقب ابوالعلا ہے
شبنم کو دم فلک تابی | مٹی میں کمال بوترابی
ہر قطرہ میں آب و تاب گوہر | ہر موج شعاع مہر انور
آفاق میں ہے تجلی نور | باشان نزول جلوۂ طور
کرتا ہے فلک سجود پیہم | مائل بزمین ہے عرش اعظم
اونچی ہوئی یہ مکان کی کرسی | سب کھل گئی لامکان کی قلعی
مرزبن کو چلی گئی کیا نار | آتشکدے گل ہوئے جو یکبار
پانی طوبےٰ کی جڑ میں پہنچا | جو خشک ہوا ہے بحر ماوا
ہے خاک کی طبع میں روانی | جو دشت سماوہ میں ہے پانی
چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے | ہوش اڑتے ہیں جن سے کاہنوں کے
باندھا وہ قضا نے لعن کا دام | ابلیس کی فوج میں ہے کہرام
بت مہر سکوت بر دہاں ہے | بتخانوں میں شور الامان ہے

کس کی شوکت کا زلزلہ ہے — قصر کسریٰ جو ہل رہا ہے
ہے کس کو خطاب ایزد پاک — لولاک لما خلقت الافلاک
گم نور وجود میں عدم ہے — آغوش حدوث میں قدم ہے
ہے فرش پہ عرش کی تجلی — کہتے ہوئے لا الہ غیری
ہے قبلہ ہر ایک سمت پر نور — ہر بیت ہے مثل بیت معمور
ہر نقش کمال کا سزاوار — ہر خرو میں عقل کل کے آثار
کیا رنگ قبول جلوہ گر ہے — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے
ہے چاندنی ایک ماہ پیکر — سورج مکھی آفتاب انور
اورنگ نشین باغ ہے گل — اور ہفت ہزاریوں میں بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہے — صد برگ کا حکم پانصدی ہے
عباسی کو دعوائے فتوت — داؤدی کو شبہۂ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز — ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت — مخدوم جہانیاں جہاں گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر — بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روئے حسنات سوئے اخیار — چشم رحمت سوئے گنہگار
ہے فکر میں عابدوں کی طاعت — محسن کی تلاش میں شفاعت
جیسی اُس دن سحر ہوئی ہے — ایسی کبھی بیشتر ہوئی ہے
این نسخہ چہ انتخاب دارد — این صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت — پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہاں ہے — نوروز بہار جاودان ہے
مفتاح خزینہ ہائے اسرار — مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ — لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی
اُس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں — اور ہاشمیوں کے خاندان میں

کعبے کی زمین نامور سے
اور عبد المطلب کے گھر سے
اسلام کا آفتاب چمکا
بے پردہ بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرور دو عالم
پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدمؑ
محبوب خدا نبی مرسل
صبح دو یمیں روز اول
شاہنشہ انبیا محمدؐ
تاج سر اصفیا محمدؐ
پیدا ہوئے حضرت پیمبر
صبح قدرت کے سعد اکبر
واللیل اشارتے ز مویش
والشمس عبارتے ز رویش
خورشید سپہر دین محمدؐ
نور عین الیقین محمد
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت
پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصود ازل اجل و اعلیٰ
منظور حضور حق تعالےٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ
مہر عرب و عجم محمدؐ
پیدا ہوئے پادشاہ ذیجاہ
آرائش تخت لی مع اللہ
عین عرفان و مردم عین
ابروئے جبیں قاب قوسین
جان و دل مرسلین محمدؐ
روح روح الامین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ
مہر عرفان عز و تمکین
با میم احمد احد بلا میم
شایستہ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ
آئینۂ حق نما محمدؐ
محو رضوان حق روانش
آل و اصحاب پیروانش
کیفیت وجد ہے اب ذوق
کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکر ولادت پیمبر
اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
ابیات نعت ۱۲۷۴ھ

## مخمس نعتیہ

تاریخ مخمس از مصنف مخمس
مخمس نعتیہ ۱۲۷۵ھ

میں بسم اللہ آزادی ہوں سر پر تاج ہے مد کا
الف آزادگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا

سنہ این تاریخ صنعت زبرینہ است کہ اعداد آن بدین طور گرفتہ شوند الف با یا و الف تا ۱۱۱ ۱۲ ۱۳ ۵ نون عین تا ۱۰۰۰

۱۳۱ ۵ ۱۲۷۴ ÷ ۱۲

تجھ و نخستہ اوّل ہے میرے عشق بے حد کا
مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب وجد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھ کو ابجد کا

یہ کسکو بے خطا مارا ہے اس نے تیر مژگان سے
کہ آیا جوش میں طوفان نجاست آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سربسر کیوں زلف جاناں سے
الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں [ملہ] سے
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اس سہی قد کا

مے بیدِ رو حسن صاف تک تھی ساری شتاقی
گیا وہ دور اب رندوں سے کیوں ہے اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں لکھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی
کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آب زمرّد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں
کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں پھنسا رکھا ہے مشکل میں
یہی تعزیدی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں
کنارے پر بٹھالے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گناہ شوق بیجد سے جو میں ہوں مستحق حد کا

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے
سراپا اس کا تو کھینچیگا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے
بنایا خامہ مو گو ہمارے دست لاغر سے
کھینچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویر دل کا آئینہ تو نے
مگر جلوے نہ دیکھے اس میں عکس روئے تاباں کے
نہ دیکھی خال کی رنگت سواد چشم حل کر کے
بنایا خامہ مو گو ہمارے دست لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصوّر اس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹ جائیگی نقش فنا ہو کر
کمند اے ترک رہ جائیگی آہ نارسا ہو کر
کماں بل کھائیگی اُتریگا چلّہ کس ہوا ہو کر
اُڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں
کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عداوت جو ڈالی کب یہ باتیں تمکو پھلتی ہیں
چھپے تم مجھ سے کیوں سب ہنستے ہیں شاخیں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جان مضطر کو
الف آسا بنایا مرزا زاہد جسم لاغر کو

ملہ اشک چشم فتاں با دوار فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد ۱۲

مٹایا نیستی نے یک قلم ہستی کے دفتر کو
ہوا میں ناتواں سُنکر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ[ل] وصل اُسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں
گیا جی ڈوب ڈوبے اشک دریائے فکرت میں
در معنی نہ پایا اور کوئی جوش رقت میں
لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت میں
زمین شعر پر عالم ہُوا دریا بر آمد کا

دکان حسن جسکی بندۂ بے دام خلقت ہے
تہ محراب ابرو سجدہ ابلیس عبادت ہے
خریداری تری جان بیچکر حکم شریعت ہے
ترے بازار میں ایمان فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمین میں گڑ گیا سرو چمن واللہ
خراماں تو ہوا کبک دری بھولا چلن واللہ
غضب گرمی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ
تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہان یکسر
نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظروں سے حسن نوخطان زیر و زبر ہوکر
مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگارین پر
ادا و ناز میں موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا نیرِ مضمون ہے
مری رنگین بیانی یا ترا رخسار گلگون ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسون ہے
مری طبع رواں ہے یا تری رفتار موزون ہے
مرا مصرعہ ہے یا سیدھا سا مضمون ہے ترے قد کا

مخمس تری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے
رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو نگین قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے
تری زلف رسا کا شعر اک ادنے سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

ترانے بلبل شیراز کے دلکش نہوں کیونکر
کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اُسے ازبر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالۂ احمر
لکھا سو جان سے دیباچہ گلستان کا سودا پر
تصور جسمیں کے دل میں خال خال آیا ترے خد کا

جو ایمان ہو سطر پا مصحف ناطق تجھے سمجھے
ہوئے ہیں معنی والشمس روشن پر تو رخ سے

لہ ہمزہ، وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود ۱۲

سواد زلف سے حل ہو بہو واللیل کے عقدے — بعینہٖ[1] افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہئیے
جو ابروئے کشیدہ ہیں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے — ہوئے ہیں ماخذ رنگین بیانی لعل لب تیرے
سرِ رشتے سے ترے سربستہ نکتے یک قلم نکلے — نکالی چیستان چوٹی کی گیسوئے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

شب معراج کا مضمون ملا آنکھوں کے کاجل سے — ہوئے حل معنی مازاغ چشمان کحل سے
مری فکر رسا بڑھ کر جو الجھی خط اول سے — نکالی چیستان چوٹی کے گیسوئے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

سواد خطِ ریحان ہے یہ سنبل زار مو بیشک — گل مضمون نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک — یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن میں گفتگو بیشک
کریں کیا ہم کو حق نے منہ نہیں بخشا خوشامد کا

سخندان غیب دان بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں — مٹائیں جب رقم ہستی کی جائی نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معمایہ وہی سمجھیں — محل[2] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں
مگر صفر دہن تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں جیو صہبائے نادانی — جب اترے گا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پشیمانی
نہیں اتنا سمجھتے مے کشان بزم حیرانی — دہن[3] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو گئے مرکز دو رمیم مدح احمد کا

وہ احمد جسکے پرتو سے ہے دل آئینۂ معنی — ثنا ہے جس کی صندوق جواہر سینۂ معنی
مرصع دست کاتب میں ہوئی دستینۂ معنی — ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی

[1] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن در حرف مذکور صورت مشابہت باچشم و ابرو پیدا کرد ص ۱۲

[2] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے۔ کہ دہن ندارد ہے اور قاعدۂ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی نقطہ۔

[3] یعنی کہ دہن فی نفس الامر موجود بود نقطہ مرکز دور میم مدح سے شد تا پیمانہ کش ہکا از مقتضیات عمدہ دہن ست نصیب شد۔ واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد و مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

زبان نے رتبہ پایا ہے کلید قفل[1] ابجد کا

بچھا کر صف بصف چاروں طرف انبوہ قدسی کو | چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو | بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو

ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جسکے دبستان میں | سلامت نوح جس کی جوشش الفت سے طوفان میں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریبان میں | قدم آنے سے جسکے مصر شہرستان امکان میں

ہوا ہے یوسف کنعان لقب حسن مقید[2] کا

بچھائے آنکھیں جسکے خواب میں آنکو ہر شیدا | کیا ہے جس نے دامان شفاعت پردہ عصیان کا
حمایت پہ ہے جس کی امت مرحوم کو تکیا | ہمارا خواب[3] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا

بروز حشر بن کر خواب مخمل جسکی مسند کا

فروغ اس سے شریعت کا ہے زیبائش حقیقت کی | وہی رنگ رخ ناسوت و شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی | بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی

جواہر[4] سرمہ چشم گردش پیچ[5] زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم | صفا پاتا ہے اس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم خاکستر آئینۂ عالم | جلائے کن فکان روشنگر آئینۂ عالم

سعادت[6] ہے شرف ہے نیر نور مجرد کا

گرا دی قیمت جام شراب پرتگال اس نے | جدا کی ساغر افلاس سے گرد ملال اس نے
نکالا اپنے مستون کیلئے گدڑی سے لعل اس نے | مے انگوری الفقر فخری کی حلال اس نے

لڑا ہے جام جم سے سنگ مقصود اسکے مقصد کا

[1] قفل ابجد عبارت از دہن ۰
[2] مناسبت لفظ مقید با یوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲
[3] یعنی خواب غفلت چون خواب سند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۰
[4] اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲
[5] گردش را با چشم مناسبتے ست ہمان وجہ تشبیہ است ۱۲
[6] سعادت و شرف از صفات نیر و نور مجرد لفظے عام پس معنی نگستاخی نی کشد ۰

سوا اللہ کے دامن کش اور و نکی توسل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمل سے

نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تمول سے
سریر جاہ پر فخر اس کو دیہیم توکل سے

حریم ناز میں تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

چمک میں ہے رخ انور کہیں خورشید سے افضل
شبیہ مصطفٰے ہو کیوں نہ مخلوق سے اکمل

یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اول
کھنچی ہے رحمت یزداں کی گویا شکل مستقبل

تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے

خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں گر دیکھو تامل سے
سر تاکید منظور خدا ہے لام کا کل سے

ہوا اظہار دو ابرو سے یک نون مشدد کا

وہ صورت دھیان میں رکھتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں
بھولا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو ناری ہیں

ہمیں در ہائے جنت کھڑکیاں دانتوں کی ہوتی ہیں
تصور کرنیوالے آپکے بے شبہ ناجی ہیں

بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو تو وہ طور تک پہنچے
نشانے دونوں تھے اسکے نشانے سے کہیں نیچے

بہت بڑھ کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلّے
ہدف ہو ہو گیا زور کمان دار نبوت سے

مقام قاب قوسین اکثر ادنیٰ تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے

کمان رکھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
کشش جب قادر انداز ازل کی زور دکھلائے

کمان حلقے سے چلہ کیوں نہ اُترے میم احمد کا

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا
کہاں اب جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا

نظر آتا ہے ان دونوں گھروں میں ایک ہی جلوا
احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ

عجب مشکل ہے مضمون میری مفہوم مردد کا

ؔ مقصدش فقر بود شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

ؔ یعنی از عارض و نقا و لفظ رحمن پیدا شد بدین طور کہ صاد مستقبل از رحمت و لام کاکل بجائے لام تاکید و نون مشدد دو ابروئے نون ثقیلہ ۱۲

ؔ حلقہ کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد مناسبت دو در لفظ احمد صورت وقوع میم در بطن حرف
مرحا شکل مقصود پیدا مے کند۔ ۱۲

احد احمد میں ایک ان دعوؤں کا مضموں مطابق ہے — ہر اک انہیں سے ہی معشوق ہر اک انہیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعویٰ صادق ہے — دوئی بھی عین وحدت ہی محمدؐ نفس ناطق ہے

مفسر ہے یہ جملہ آیہ میم[1] مشدد کا

نبی ذی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے ہیں برتر — یہ برہان اپنے دعویٰ پر ہے کافی اے خرد پرور
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر — ملا نون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر

یہاں گھٹ جا نہیں اُسکے احد ہوتا ہے احمد کا

گھٹے اعداد میم احمدی جب عمر حضرت[2] سے — نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت سے
ملے ہمنام بار رحمت چمکا نور وحدت سے — ہوا رتبہ میں افزوں قاب قلت کا ب کثرت سے

معما پا گئی چشم تامل صاد سے صد[3] کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزداں میں — بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود دامن میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اُس بحر عرفاں میں — چڑھا قاف قدم تک اور اُترا کاف امکان میں

ہے شور اُس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا — سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا — ہوئی شام آفتاب بت پرستی پر زوال آیا

مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمدؐ کا

ہوا اُسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں — آل کار بربادی ہی تھی اُس کے مقدر میں
پھرا جو اس سے آیا گردش قسمت سے چکر میں — اوتارا کاسۂ سر پا لدکے ڈورے نے دم بھر میں

بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر قلب مرتد[4] کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت — عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشن اخلاق کی نکہت — عداوت ہو گئی تاثیر خلق عام سے الفت

سبب سے شعلہ سیل آب شمشیر مہند کا

---

[1] میم مشدد و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر یک و معنی بجائے دو میم است ۱۲

[2] اعداد میم چہل اند و انبیا بعد گذشتن چہل سال عمر مرتبہ عالیہ نبوت فائز شدہ اند فقط ۱۲

[3] عدد صاد نود ست و اگر الف کم شود صد گردد ۱۲

[4] لفظ مرتد کہ قافیہ این بیت است بالفاظ ما سبق جمع شدہ ۱۲

شرار برق خاطف سے ہوں ڈونے دانۂ خرمن
کرے باد سحر شمع سحر کو پھونک کر روشن
ٹپڑے پانی تو حق آتش سوزاں ہو روغن
عجب کیا ہے کہ خواب ناز میں سوئی رہو ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آب زمرد[1] کا

عداوت یک قلم زائل محبت نقش ہر دل ہے
کہاں اب دیدۂ احول دوئی ہر شے سے زائل ہے
جو قاتل تھا وہ عیسی ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
نہیں حیرت کے قابل گر کہوں میں راہ واصل ہے
بیان ہے یہ لب تشدید[2] سے حرف مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہے کیا کہیے نبی اس کو
خدا کا فضل روز افزوں ہو جس پر کیا کمی اس کو
فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اس کو
وصال حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اس کو
یہاں ہے واصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جبدم روح و قالب کی جدائی کا
زبس تھا آسمان عز و تمکین پیکر والا
جگر شق ہو گئے ہنگامۂ محشر ہوا برپا
پڑا لرزہ زمیں میں جسم اطہر جب اسے سونپا
سکون کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے
عزیز مصر مکہ تھے مہ کنعان یثرب کے
اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوب دیدہ سنگ اسود کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی
قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
سر پر خامہ سے اس غم میں ہو گر مرثیہ خوانی
قلم کو ہے گمان بازو[3] ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمیں پر جب سے خط روضۂ انور
ثواب طوف حج پاتے ہیں قدسی گرد پھر پھر کر
شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
شب و روز آسمان ہوتے ہیں قرباں اسکے روضہ پر
کہ ہے تو دائروں میں ایک مرکز کا ف گنبد کا

نہیں برج و قمر بقعہ ہے انوار مؤبد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا
برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
بیان ہو کس سے کان روضۂ پر نور احمد کا

[1] حالانکہ آب زمرد قاتل است ۱۲

[2] چو اندہ جدا میکند ونش بیک صورت اند دارد و دو حرف را وصل میدہد ۱۲ [3] ہمراہ مرثیہ خواں نے باشد ۱۲

کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کروں وصف بنایا وصف رفعت اسکے مشہد کا    فلک کہنا سبب ہوتا ہے کسرِ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا    لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمد کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہاں پہنچا    تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحان پہنچا
زنا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا    نہ گردوں کا غبار آتا غبار آسمان پہنچا
اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالع بد کا

تنزل ہے محال اس کا ترقی جسکی فطرت ہے    یہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیوں گرم حجت ہے
توجہ جانب مرکز اگر شان طبیعت ہے    کرہ آتش کا کوسوں رہ گیا نیچے یہ حیرت ہے
کہ سر سوئے فلک کیوں شعلہ ہے قندیل گنبد کا

کبھو نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے    نہ ٹھکے بازوئی مرغ سدرہ اس رفعت پر آنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے    مناجاتی کا آنسو ڈھل کر اسکے آستانے سے
ہوا ہے درۃ التاج سعادت فرق فرقد کا

یہاں کی گرد ہے کحل الجواہر اسکو رہنے دے    نہ پائیں گے اگر قدسی تو در در خاک چھانینگے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اڑانے سے    فلک اب کو کب ڈمار کی جھاڑو اٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈھتے پھرتے ہیں سرمہ خاک مرقد کا

زمین روضۂ انور فلک سے ہے کہیں افضل    ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہے آئینہ خورشید کو صیقل    جبیں عرش ایزد پہ ہے خاک آستان صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

بلندی میں وہاں یہ روضۂ رفعت نشان پہنچا    جہاں اڑ کر نہ شہباز خیال قدسیاں پہنچا
جبیں عرش سے آگے وہ سنگ آستان پہنچا    زمین تا آسمان پہنچی مکان تا لامکان پہنچا
کہاں تک اوج لکھیے اس کی خاک پاک مرقد کا

بلا گردان ملک ہیں عالم ارواح کو غش ہے    زمین پر چاندنی یا سایہ قصر پری وش ہے
فلک پر شمش ہے یا شمایوان دلکش ہے    عیاں ہے کہکشان یا نقش محراب منقش ہے

لہ قاعدہ نحو یست کہ در جملہ اسمیہ مسند الیہ رافع است - ۱۲

فلک ہے یا کلس رکھا ہے چھوٹا سا زمرّد کا

ترے روضے کو مسجودِ زمین و آسمان کہیئے
پناہ و پشت و بالا من کون و مکان کہیئے
عبادت خانۂ عالم مطلع دو جہان کہیئے
ملاذ جن و انسان مرجع قدوسیان کہیئے

کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد میں جو پلتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں
پےِ کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ کر لاتے ہیں
سلام حق کو لیکر دم بدم جبریلؑ آتے ہیں

عجب مضمون کھپا اس بیت میں آورد و آمد کا

صفات اس سرو بالا کے بہت بڑھکر بیان کیجیٔ
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغان کیجئے
بلند ایسے بندھیں مضمون زمین کو آسمان کیجیے
ہے جی میں اس زمین کو تختۂ سرو روان کیجیے

قیامت ایک سیدھا سا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت میں ہے کیا دھڑکا سواد دفتر بد کا
دماغ اب عرش پر کیونکر نہ پہنچے خاک مشہد کا
نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
تصور میں ترے جنّت ہے گوشہ اپنے مرقد کا

کہ تھالا میری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

کہیں شمس و قمر سے بڑھ کے جلوہ ہے ترے خد کا
دو عالم میں ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا
ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر ہر بد کا
محمد مصطفےٰ پتلا ہے تو نور محمد کا

ہُوا خورشید اقلیم قدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافہ مشکیں ختن میں ناف آہو کو
نہ یہ مضمون شہ پہنچے اسکی رنگت عنبریں بو کو
گلستان سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سرو دلجو کو
سواد تبت تشبیہ کیجیے تیرے گیسو کو

بہار گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھیں ہیں تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو
مزا دونا ہو سرو خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو
دو بینی سے دو روزہ زیست میں وہ ہر اتماشا ہو
میسر ایک جلوے میں مجھے لطف دو بالا ہو

کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خطلب جاں بخش حضرت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرتؔ میں
کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں

؎ فطرت نام شاعری بود لہذا لطف دو بالا شد ۱۲ -

نکلا مطلع ایجاد میں مصرعہ تجلی روشنی ترے قد کا

رسالت سے تری منظور تھا سب کو ہدایت ہو / مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
نہ ہے حکمت کہ آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو / بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو

ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں تنفر ہو حضرت کی طبیعت کو / بنایا نور یکتائی سے سرتاپائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو / نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو

جو روشن بزم وحدت میں ہوا اکا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں / خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت میں ترا جلوہ طریقت میں / کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں

سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی / تجلی دوجہان کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر اے محبوب حق چمکی / خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی

لگایا اس میں قد آدم آئینہ ترے قد کا

بہت پرزور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا / نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھنچا خاکہ / مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسےٰ

تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن / ٹھہر سکتے نہیں آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں دم بھر میں سارا بانکپن محسن / مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدان سخن محسن

کہ جوہر ہے مری تیغ زبان میں وصف احمد کا

امیر[2] اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے / جھکائے وہ سر تسلیم چلے پاؤں پر پیرے
عجائب ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[3] سے میں نے / فضائے تنگ میدان قلم میں نقطہ و خط سے

بڑے استاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

[1] قد در زبان عربی گاہے بمعنی تحقیق و گاہے بمعنی تقلیل مے آید ۱۲

[2] امیر تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہٗ

[3] مولوی ہادی علی اشک ۱۲

نہ مدح غیر سے مطلب نہ دم ہے اس قلمرو میں
قلم جاری ہے احمدؐ کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کر کے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں
سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا موید کا

زبان تیز کے جوہر زبان داں ہو تو پہچانے
ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغ مصفا نے
گرے کٹ کٹ کے وست فکر سے ترکو نکے دستانے
کیا شیراز کو پامال اردوے معلا نے
گیا مان اصفہان لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن
سواد ہر قلم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلم ان جیب کو ہ طور و بستہ طور کا دامن
عصائے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن
ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیر آسمان سے ہے کہیں میرا بلند اختر
ہر اک صفحہ مرے دیوان میں ہے شک مساطر
چمک ہر معنی روشن کی طرہ پر تجلی پر
پڑا ہے طور کی چوٹی میں موباف زری بنکر
لکھا جو شعر وصف روئے تابان محمدؐ کا

ہوئے ہیں منتظم ہر چار ارکان سخن مجھ سے
منور ہے چراغ طاق ایوان سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغ نور ایمان سخن مجھ سے
زمین شعر پر نازل ہے قرآن سخن مجھ سے
کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوح زبرجدؔ کا

فلک کب ہمعنان توسن طبع رواں پہنچا
فرشتوں کے جان پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بھرے ایسے ترارے تا فضائے لامکاں پہنچا
سخن میرے قلم کی بے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبزہ رہ گیا چرخ زبرجد کا

مضامین مختلف ہوں فکر عالی کا اشارا ہے
کہ تخصیص قوافی سے مناسب اک کنارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے
مری طبع رواں کا پھر اسی گھاٹ آمارا ہے
تماشا دیکھیے بحر سخن کی جزر کا مد کا

وجوب امکان دونوں میں ہے جلوہ نور بیحد کا
وہ اک غنچہ یہ اک گل ہے مرے گلزار مقصد کا
کہیں مصداق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا
احد کا غیب میں مورد شہادت میں توحد کا

ؔ لوح زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف منسوخ کرد - ۱۲

ہے مشہور ایک ہی دو چشمہائے ہائے اشھدؔ[1] کا

ہوا جب قصد میرا نعت میں موزوں قصیدہ ہو
نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو
لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو
بہ مجبوری لکھا الید کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمدؐ کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو
مؤخر انبیاء سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو
یہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے
کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جاتے
کہ دست صنع کر فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پروازی
ہوئے انگارے غنچے بھولی شعلوں کو سرفرازی
لگائی تجھ سے ہوائے گرمی بازار طنازی
ترے رشتہ سے مثل شمع کے آتش کی گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئین کاتب اعمال جکڑ میں
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے منہائی کے گھر میں
مدین کی ہی کی رہ جائیں باقی سارے دفتر میں
محاسب ہو شفاعت تیری گر دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزان میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہیں سب تیری فطرت سے
مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے
ملک جن و بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے
کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تیری مژگان کی چلمن بیت یزدان کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیئے ایوان ایمان کو
مزین ہے تیرے خط کا گناہ یہ عرش سبحان کو
ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفان کو
در اسلام کو درکار ہے بازو تیرے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسمان جاہی
ہوئی تیرے مراتب سے کماہی کس کو آگاہی
مری نظروں میں ہے اک گرد چتر شہنشاہی
تجمل کا ترے ماہی مراتب ہے تا ماہی

[1] اشھد اشارہ از کلمۂ شہادت ۱۲-

ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں
غم و شادی میں دونوں محو تیری پاسداری میں
محب کیونکر نہ پائیں حظ تری خدمت گذاری میں
الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں

خوشی کو کام ہے تیرے یہ مجنون کی خوشامد کا

طبیعت کے سخندانوں کو منظور آزمایش ہے
بہت دشوار باب نعت و مدحت کی کشایش ہے
وگرنہ اسکی مداحی سے کب تیری نمایش ہے
ستایش کیلئے تو واسطے تیرے ستایش ہے

کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں سے وہ سچا ہے
صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے

یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں جھوٹا قفل ابجد کا

تری خدمت میں اے حاجت روا عرض ہے اتنی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زباں میری
روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی

نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں تی داغ عشق فتنہ ساماں سے
شرر نکلیں اُٹھیں شعلے ہو اے برق لمعاں سے
تماشا ہے کہ چمکے بخت نور مہر عرفاں سے
چمک ہے درد کی دل میں خیال روئے تاباں سے

ستارہ اوج پر ہو جسم کے برج مشید کا

پھنسالے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا
یہاں جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری دوڑ کا پھندا

جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائر روح مقید کا

بنادے مجھ کو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے
دل وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے
کہ ہووے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے

رہوں خالف تصور کرکے میں دو وال سے ڈو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر
محک میں امتحان کی پیشگاہ حضرت داور
مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر

لہ یعنی دو دال اشارہ از دین و دنیا ۱۲

اٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کرے بیتابیاں میرے لئے ہر موج کوثر میں
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور میں
جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر میں
فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوان محشر میں

جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمدؐ کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصف حضرتؐ میں
کئے ہیں بسکہ اکثر شعر موزوں وصف قامت میں
عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں

بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجدد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو
اٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو

مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

نہ تجھ کو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صاف اصلی مدعا سمجھوں
ظہور شان وحدت کا میں تجھ کو واسطا سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تاباں کو یا مہر سما سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں برعکس ایک مزحق نما سمجھوں
تکلف ہیں یہ جلن ہیں ہی میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایمان کے ابجد کا

دم تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تردستی
شمول اشک شیریں سے دوات اسود جو ہو پھیکی
قلم کے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندۂ شادی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

کبھی تو کام آئے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی
کوئی تو رنگ لائے روشنائی میرے نامے کی
الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من و پر غفلتی و بے خردی
دشمن نفس در کمین بدی

تو مرا زور و حجت و سندی
تو مرا تاب و قوت و مددی

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بر سوائے
نہ عصا دارم و نہ بینائے

شو رفیقم بدشت پیمائے
انت یا سیدی و مولائے

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

نہ ز دنیا متنعم نہ ز دین
دشمن جانم آسمان و زمین

دوستان خشمناک و چین بجبین
دشمنان بہر کشتنم بہ کمین

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من
خویش بیگانہ دوست دشمن من

خانہ زندان و راہ رہزن من
ماندنم مشکل ست و رفتن من

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

منزلم دور و رہ زن و رہ مخطور
دل بیمار خاطر رنجور

عالمِ بے کسی و منزل دور
شب دیجور و چشم من بے نور

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

لیک بودم حریص فسق و فجور
گشتہ ناخوش زمن خدای غفور

ہست اکنون شفاعت تو ضرور
آمدم بر در تو از رہ دور

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کار من ابتر ست ہر نفسے
دل پر از درد و سر پر از ہوسے

بے کسم در جہان و نیست کسے
ہمدمے یا انیس درد رسے

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من
ہست ہر روز من قیامت من

شو شفیع و مکن ملامت من
نیست جز بر درت ملامت من

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

سوئے ملک حجازم آہنگ ست
نام ہندوستان مرا ننگ ست

آستانت ہزار فرسنگ ست
دیدہ ام کور و پائے من لنگ ست

یا حبیب الٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

| | |
|---|---|
| کفر ظلمت سرشت در طغیان | چار سوئے سواد ہندوستان |
| زور ظلم ست قوت شیطان | خوف جانست و خطرهٔ ایمان |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| تشنهٔ خون من جفا کاری | دشمنم ظالم ستمگاری |
| من و در حال خود گرفتاری | نه مرا مونسی نه غمخواری |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| گشتیم ته نشین چو دیدهٔ تر | گشته ملاح و ناخدا مضطر |
| بحر پر جوش و جوش پر زخطر | سر زسامان گذشت و آب از سر |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| رفت تاب از تن و دل از بر من | آب چشم گذشت از سر من |
| راه گم کرده خضر ره بر من | نه کسے یار من نه یاور من |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| زخم از دل گذشت و دل ز قرار | خار از پا و پایم از رفتار |
| رفت ہوش از سر و سر از دستار | کار از دست و دست من از کار |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| کشتی من شکست و لنگر او | غرق شد ناخدائے رہبر او |
| بحر و بر ہر لحظه جوش دیگر او | من و بے دست و پا شناور او |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| کاروان رفت من پریشانم | دیده بر نقش و پاے یارانم |
| ذرهٔ دشت و گرد میدانم | راه گم کرده در بیابانم |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| ظلمت دہر چوں صف مژگاں | نور چوں چشم شرمگین بمیان |
| لمن الملک کفر را بزباں | ایں مناجات بر لب ایمان |
| یا حبیب آگه خذ بیدی | ما بعجزے سواک مستندی |
| روح ہم از تن جدا و تن ز تواں | سینه پر یاس و یاس بے پایاں |

| | |
|---|---|
| جان من برلب ست ولب ففغان | دل پُر از درد و درد بے درمان |
| یاحبیب اآخذ بیدی | مالعجزے سواک مستندی |
| ناکسان بے سبب مرا دشمن | ہمہ خود آشنا خدا دشمن |
| دوستان سنگدل وفا دشمن | جملہ محسن کش آشنا دشمن |
| یاحبیب اآخذ بیدی | مالعجزے سواک مستندی |

## رباعیات نعتیہ از مصنف قصیدہ

| | |
|---|---|
| مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر | ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر |
| بد ہوں یا نیک تیری امت میں ہوں | محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر |
| یارب آہ رسا مدینے پہنچے | ہر نالۂ دل میرا مدینے پہنچے |
| چہرے کا جو رنگ ناتوانی سے اڑے | گرتا پڑتا ہوا مدینے پہنچے |
| مگذر خیال مشکلے در سر من | بکشا بند گرہ زبان و پر من |
| عارم گرہے و مشکل انیست کہ نیست | جز نقطہ گرہ در گرو گوہر من |
| اک شان خدا ہے سید عالی جاہ | ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ |
| جب حل یہ کھلی حقیقت اسکی محسن | بے ساختہ بول اٹھا کہ قدرت اللہ |
| سرسبز کن اے سید ابرار مرا | وہ رونق نخل گل گلزار مرا |
| جوں دانہ ہزار بار بروئے زمین | گر چرخ بیفگند تو بردار مرا |
| یارب بطفیل حسن آن شاہ زمن | میگردان ہر زبان من سود من |
| گر میوزی چو شمع رخسار مسوز | در مشکلی چو زلف مشکین بشکن |
| عقدے مشکل کے میرے مولا وا کر | ثابت قدم منزل استغنا کر |
| درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں | سر پر میرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر |
| زان پیش بیا کہ من بخاک آمیزم | جان چون گہر سخن بپایت ریزم |

[illegible] ناکسان خطوب یعنے دشمن خدا۔

تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن کاکوروی مدظلہ العالی۰

درصفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب — بنشیں چوں نام و چوں نگیں برخیزم

رنگین تری بزم اے شہ خوشخو ہے — باقی تو او واسی سی عیاں ہر سو ہے

تشبیہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان — تنزیہ کو دیکھتا تو مقام ہو ہے

معراج کو جب وقت چلے خیر البشر — پہنچا یہ پیام ذوالجلال اکبر

جامد آ اے نور دیدۂ عالم قدس — اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر

لے جب نبی کی مرے سینہ میں لے ہے — ان کا ہی خیال مرے جینے میں رہے

جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے — آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

ایمان کا غروب ہونے پہ جب ماہ آیا — تب دہر میں وہ سید ذی جاہ آیا

جلدی ہوئی ایسی کچھ اس عالم تک — سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

رہ جاؤ گے ہاتھ زندگی سے دھو کر — پچھتاؤ گے اقسہ با تمہارے رو کر

محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار — جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو کر

گر نکتہ نوازی کا ترے دھیان آئے — بخشش کا معما نظر آسان آئے

مداح کے یارب عدد احمد ہوں
جب روز حساب وقت میزان آئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مدیح خیر المرسلین [۱]

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل — برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

۱ حضرت محسن کے تمام کلام میں جس قدر شہرت ان کے اس قصیدے نے پائی ہے اور جس مقبولیت کمال اسے ہندوستان کے ہر حصے میں حاصل ہے ان کی کسی دوسری نظم کو حاصل نہیں ہوئی۔ اسکی کامیابی کا راز یہ تھا کہ ہندوستان کے مناظر قدرت جو اردو سمجھنے والوں کے پیش نظر تھے تشبیب میں استعمال کئے گئے۔ متھرا اور بندرا بن جہاں عشق کے دیوتا نے جنم لیا کاشی اور جہاں جن کو عاشق مزاج حسن و جمال کی سیرگاہ بتاتے ہیں سری کرشن اور گوپیوں کا عشرت خیز اور درد انجام قصہ پھر اسی کے ساتھ ہندوستان کی پیاری برسات کا سماں۔ گلوں کا نونہ گلشنوں کی بہار فاختہ۔ شاماں۔ لال۔ ہریل یہ سب سامانِ نظم اردو میں یوں ہی کمیاب تھا اس پر طرہ یہ ہوا۔ (بقیہ صفحہ ۴۲)

گھر میں اشنان کریں سرو قدان گوکل[1] — جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طول امل

خبر اُڑتی ہوئی آئی ہے جہاں میں ابھی — کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا میں بادل

کالے کوسوں نظر آتی ہیں گھٹائیں کالی — ہند کیا ساری خدائی میں بتوں کا ہے عمل

جانب قبلہ ہوئی ہے یورش ابر سیاہ — کہیں پھر کعبہ میں قبضہ نہ کریں لات و ہبل

دھر کا ترسا بچہ ہے برق لئے جل میں آگ — ابر چوٹی کا برہمن ہے لئے آگ میں جل

ابر پنجاب تلاطم میں ہے اعلیٰ ناظم — برق بنگالۂ ظلمت میں ہے گورنر جنرل

نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی — پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منگل

دیکھئے ہوگا سری کشن کا کیونکر درشن — سینۂ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بیکل

راکھیاں[2] لیکے سلونوں[3] کی برہمن نکلیں — تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

اب کی میلا تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا — نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے — نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

تہ و بالا کئے دیتے ہیں ہوا کے جھونکے — بیڑے بھادوں کے نکلتے ہیں بھرے گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اوچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر میں تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

قمریاں کہتی ہیں طوبیٰ سے مزاج عالی — لالۂ باغ سے ہندوے فلک کھیم کسل

شب دیجور اندھیرے میں ہے بادل کے نہاں — لیلیٰ محمل میں ہے ڈالے ہوئے منہ پر آنچل

شاہد کفر ہے مکھڑے سے اٹھائے گھونگھٹ — چشم کافر میں لگائے ہوئے کافر کاجل

جوگیا بھیس کئے چرخ لگائے ہے بھبوت — باکہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل

(بقیہ حاشیہ از صـ۳۵) کہ قصیدہ نعت کی تشبیب میں استعمال کیا گیا جس سے ایمان داروں کے قلوب کو یہ اطمینان بھی میسر آ گیا کہ کفر کو ظلمت سے اور ایمان کو نور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس پر جناب منشی امیر احمد مینائی لکھنؤی نے بھی قطعہ تاریخ لکھا ہے ~

نعت میں حضرت محسن نے قصیدہ لکھا — جس کا ہر شعر ہے گلزار جہاں کا اک گل

ہاتھ آیا مجھے تاریخ کا مصرعہ یہ امیر — مدح محبوب رسل شمع سبل نامر کل

۱۲۹۳ ہجری

[1] گوکل ہندوؤں کی پرستش کا مقام ہے ۱۲

[2] راکھی ایک قسم کا چمکیلا کنگن جو برہمن سلونوں کے موقع ہندو کی کلائیوں پر باندھتے ہیں ۱۲

[3] سلونوں ہندوؤں کا ایک تہوار جو ساون کے مہینے میں ہوتا ہے ۱۲

شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
وہ دھواں دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع
نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت میں نہاں
آتش گل کا دھواں بام فلک تک پہنچا
ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے
جس طرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی
فیض ترطیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
آب آئینۂ تموج سے بہا جاتا ہے
آج یہ نشو و نما کا ہے ستارہ چمکا
دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار
خضر فرماتے ہیں سنبھل سے تری عمر دراز
عطر افشاں ہے شبیہ گل نسرین و سمن
لہریں لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ
جگنو پھرتے ہیں جو گلبن میں تو آتی ہے نظر
ہمزبان وصف چمن میں ہوئے سب اہل چمن
تخت طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ کئے ابر
جسطرف دیکھئے بیلے کی کھلی ہیں کلیاں
آہ قمری میں مزہ اور مزے میں تاثیر
شاخ پر پھول ہیں جنبش میں زمین پر سنبل
پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے روشوں پر ہیں نسیم
شجرۂ پیر مغاں میں نکل آئیں شاخیں
ساتھ ساتھ آتے ہیں نالوں کے جگر کے ٹکڑے
سبزہ خط سے ہوا ہونے لگی سرخی لب
صاف آمادہ پرواز ہے شاماں کی طرح
خندہ ہائے گل و قالین سے ہوا شور نشور

ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیر زحل
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
چشم خورشید جہاں بین میں ہیں آثار سبل
جم گیا منزل خورشید کی چھت میں کاجل
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
قلعۂ چرخ میں ہے پھول کھجلیاں بادل
زر محلول ہے اخگر تو گھرل ہے منقل
کیجئے تصویر سے گر نہ کہیں دیکھ سنبل
شاخ میں کاہکشاں کی نکل آئی کوپل
دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
پھول سے کہتے ہیں پھلتا ہے گلزار امل
نخل داؤدی موی سے ٹپکتا ہے عسل
چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمین پر مخمل
مصحف گل کی حواشی پہ طلائی جدول
طوطیو نکی جو ہے تضمین تو بلبل کی غزل
چتر کھولے ہوئے فرق شہ گل پہ نیبل
لوگ کہتے ہیں کہ کرتے ہیں فرنگی کونسل
سرو میں دیکھیے پھول آنے لگے پیپل میں پھل
سب ہوا کھاتے ہیں گلشن میں سوار اور پیدل
یا سڑک پر ہیں ٹہلتے ہوئے گلگوں کوتل
حرمت دختر رز میں بھی نظر آتا ہے خلل
شجرۂ آہ رسا میں نکل آئی کوپل
چمن حسن سے لالی اڑ گئے بن کر ہریل
پر لگائے ہوئے مژگان صنم سے کاجل
کیا عجب ہے کہ جو پریشان ہے خواب مخمل

طرفہ گردش میں گرفتار عجب پھیریں ہے — سرمہ ہے نیند مرے دیدۂ بیدار کھرل
شاخ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار — نونہالاں گلستان کو سنائے یہ غزل

## غزل

سمت کاشی سے گیا جانب صحرا بادل — تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل
خوب چھایا ہے سر گوکل و متھرا بادل — رنگ میں آج کنھیا کے ہے ڈوبا بادل
شاہ گل کا لیئے ساتھ ہے ڈولا بادل — برق کہتے ہیں مبارک تجھے سہرا بادل
سطح افلاک نظر آتی ہے گنگا بجمنے — روپ بجلی کا سنہرا ہے روپہلا بادل
چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے — سبزہ چمکائے ہلاتا ہوا برچھا بادل
جب تمک برج میں جمنا ہے پھسلنی کا نہیں — ہے قسم کھائے اٹھائے ہوئے گنگا بادل
بجلی دو چار قدم چل کے پلٹ جائے نہ کیوں — وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل
چشمۂ مہر ہے عکس زر گل سے دریا — پرتو برق سے ہے سونے کا بجرا بادل
میری آنکھوں میں سماتا نہیں تو جوش و خروش — کسی بے درد کو دکھلائے کرشمہ بادل
دل بیتاب کی ادنےٰ سی چمک ہے بجلی — چشمۂ پرآب کا ہے ایک کرشمہ بادل
طپش دل کا اڑایا ہوا نقشہ بجلی — چشم پر آب کا دھویا ہوا خاکہ بادل
اپنی کم ظرفیوں سے لاکھ فلک پر چڑھ جائے — میری آنکھوں کا ہے اترا ہوا صدقا بادل
کچھ ہنسی کھیل نہیں جوشش گریہ کا ضبط — یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل
جام عمر فلک پیر ہوا ہے لبریز — لیئے آتا ہے جنازہ دیئے کاندھا بادل
راجہ اندر ہے پہنچا نہ مے کا پانی — نغمۂ نے کا ہے سرکیش کنھیا بادل
جوش پر رحمت باری ہے چڑھاؤ خم مے — چشمک برق سے کرتا ہے اشارہ بادل
دیکھتا گر کہیں محسن کی فغان و زاری — نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل
پھر چلا خامہ قصیدے کی طرف بعد غزل — کہ ہے چکر میں سخنگو کا دماغ مختل
باغ میں ابر سیہ مست چڑھا کر آیا — جام خورشید مع میکدہ برج حمل
چشم میکش میں گلابی ہے کہ پھولا ہے گلاب — پھول کیوڑے کا کھلا ہے کہ کھلی ہے بوتل
جام بے بادہ سے کہتے ہیں کہ رندو نکو نہ چھیڑ — دست بے جام سے کہتے ہیں کلیجوں کو نہ مل
گوہر دل کو بڑی سنگدلی سے پیسا — کشتی مے کو بنایا مرے ساقی نے کھرل

کیسی افسردگی کیا بات ہے مرجھانیکی
غنچہ کہتا ہے بجا لو ہے کہ گلشن سے نکل

سیر میں دشت کی مصروف ہے جو پاؤں ہے تھک
شغل میں چاک گریباں کی جو ہاتھ ہے شل

مصر والوں کو یہ ڈر ہے کہ زلیخا کے لئے
سر بازار نہ بکنے لگے سودے کا خلل

مے گلرنگ ہے کیا شمع شب فکر کا پھول
چلتے چلتے جو قلم ہاتھ سے جاتا ہے پھسل

کیا جنون خیز ہے لکھنے میں صریر کلک
کہ سیاہی سے ہے ہر حرف کو سودیکا خلل

ہے سخن گو کو نہ انشا کی نہ املا کی خبر
ہو گئی نظم کی انشا و خبر سب مہمل

دل میں کچھ اور ہے پر منہ سے نکلتا ہے کچھ اور
لفظ بے معنی ہیں اور معنی ہیں سب بے ٹکل

کتنا بے قید ہوا کس قدر آوارہ پھرا
کوئی مندر نہ بچا اس سے نہ کوئی استھل[۱]

کبھی گنگا پہ بھٹکتا ہے کبھی جمنا پر
گھاگرا پر کبھی گذرا کبھی سوے چمبل

چھینٹے دینے سے نہ محفوظ رہے قلزم و نیل
نہ بچا خاک اُڑانے سے کوئی دشت و جبل

ہاں یہ سچ ہے کہ طبیعت نے اڑایا جو غبار
ہوئی آئینۂ مضموں کی دو چنداں صیقل

رہے معنے ہے بہکنے میں بھی اعلیٰ کی طرف
تاکتا ہے تو ثریا[۲] کی سنہری بوتل

اک ذرا دیکھئے کیفیت معراج سخن
ہاتھ میں جام زحل شیشۂ مہ زیر بغل

گرتے پڑتے ہوئے مستانہ کہاں رکھا پاؤں
کہ تصور بھی وہاں جا نہ سکے سر کے بل

یعنی اُس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں
خرمن برق تجلی کا لقب ہے بادل

تار باراں مسلسل ہے ملائک کا ورود
پئے تسبیح خداوند جہان عز و جل

کہیں طوبا کہیں کوثر کہیں فی موج ہے
کہیں بہتی ہوئی نہر لبن و نہر عسل

کہیں جبرئیل ع حکومت کہیں اسرافیل ع
کہیں رضوان کا کہیں ساقی کوثر کا عمل

کنز مخفی کے کسی سمت نہاں تہ خانے
اک طرف منظر قدرت کے عیاں شش محل

عاشق جلوہ طلب گا کہیں چشم قبول
ناز معشوق کے پردے میں کہیں حسن عمل

گل بیرنگی مطلق سے لہکتے گلزار
بے نیازی کے ریاحین سے مہکتے جنگل

باغ تنزیہ میں سر سبز نہال تشبیہ
انبیا جس کی ہیں شاخیں عرفا ہیں کونپل

[۱] استھل تیرتھ کی جگہ ۱۲

[۲] ثریا ستارہ پروین وہ چھ ستارے جو باہم متصل ہیں +

گل خوشرنگ رسول مدنی عربی
نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
اوج رفعت کا قمر نخل دو عالم کا ثمر
مہر توحید کی ضو اوج شرف کا مہ نو
مرجع روح امین زیب دہ عرش بریں
ہفت اقلیم ولایت میں شہ عالیجاہ
جی میں آتا ہے لکھوں مطلع برجستہ اگر
منتخب نسخۂ وحدت کا یہ تھا روز ازل
وہ رخ خورشید کی بھی حشر میں ہو جائیگی صبح
شب اسرا میں تجلی سے رخ انور کی
سجدۂ شکر میں ہے ناصیۂ عرش بریں
افضلیت پہ تری مشتمل آثار و کتب
لطف سے تیرے ہوئی شوکت ایمان محکم
بہوش جاہ میں اعلیٰ کی ہیں معنی ادنے
شان حضرت کا ہے تشدید دو لام واللیل
جس طرف ہاتھ بڑھیں کفر کے ہٹ جائیں قدم
تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہ
ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام
ہو سکا ہے کہیں محبوب خدا غیر خدا
رفع ہونے کا نہ تھا وحدت کثرت کا خلاف
نظر آئے مجھے احمدؐ میں اگر دال دوئی

زیب دامان ابد طرۂ دستار ازل
نہ کوئی اُس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل
بحر وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول
شمع ایجاد کی لو بزم رسالت کا کنول
حامی دین متین ناسخ ادیان و ملل
چار اطراف ہدایت میں نبی مرسل
وجد میں آکے قلم ہاتھ سے جائے نہ اچھل
کہ نہ احمدؐ کا ہے ثانی نہ احد کا اول
تا ابد دور محمدؐ کا ہے روز ازل
پڑ گئی گردن رفرف میں سنہری ہیکل
خاک سے پائے مقدس کی لگا کر صندل
اولیت پہ تری متفق ادیان و ملل
قہر سے سلطنت کفر ہوئی مستاصل
معرفت جو میں اکثر کا مرادف ہے اقل
صاد مازاغ بصر سرمۂ چشم اکحل
جس جگہ پاؤں رکھیں سجدہ کریں لات و ہبل
شان بیرنگی مطلق ہے تجھے رنگ محل
بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل
اک ذرا دیکھ سمجھ کر مری چشم احول
میم احمدؐ نے کیا آکے یہ قصہ فیصل
روز محشر ہوں الٰہی مری آنکھیں احول

پھر اسی طرز کی مشتاق ہے مواج طبع
کہ ہے اس بحر میں اک قافیہ اچھا بادل

# غزل

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبلہ بادل
سجدہ کرتا ہے سوئے یثرب و بطحا بادل

چھوڑ کر میکدۂ ہند و صنم خانۂ برج
آج کعبے میں چھپائے ہے مصلا بادل

سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا
شہسوارِ عربی کے لئے کالا بادل

بحر امکاں میں رسول عربی دُرِّ یتیم
رحمت خاص خداوند تعالے بادل

قبلہ اہل نظر کعبۂ ابروئے حضور
موئے سر قبلے کو گھیرے ہوئے کالا بادل

رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق
برق کے مُنہ پہ ہے رکھے ہوئے پلا بادل

دور پہنچی لب جاں بخش نبی کی شہرت
سُن ذرا کہتے ہیں کیا حضرت عیسٰے بادل

چشم انصاف سے دیکھ آپکے دندان شریف
ذرہ تکتا ہے ترا گرچہ یگانہ بادل

تھا بندھا تار فرشتوں کا در اقدس پر
شب معراج میں تھا عرش معلا بادل

آمد و رفت میں تھا ہمقدم برق براق
مرغزارِ چمن عالم بالا بادل

ہفت اقلیم میں اس دین کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

دین اسلام تری تیغ دو دم سے چمکا
یا اُٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

آستانے کا ترے وہ ہیں وہ رتبہ ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

تو وہ فیاض ہے کہ در پر ترے سائل کی طرح
فلک پیر کو لایا دیئے کاندھا بادل

تیغ میدان شجاعت میں چمکتی بجلی
ہاتھ گلزارِ سخاوت میں برستا بادل

محسن اب کیجئے گلزار مناجات کی سیر
کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل

سب سے اعلےٰ تری سرکار ہے سب سے افضل
میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

ہے تمنا کہ رہے نعت سے ترے خالی
نہ مرا شعر نہ قطعہ نہ قصیدہ نہ غزل

دین و دنیا میں کسی کا نہ سہارا ہو مجھے
صرف تیرا ہو بھروسا تری قوت ترا بل

ہو یہ ارشاد امید وہ نخل سر سبز
جسکی ہر شاخ میں ہوں پھول ہر اک پھول میں پھل

آرزو ہے کہ ترا دھیان رہے تا دم مرگ
شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

نام احمد بزبان سر بالیں بصدر
لب پہ ہو صل علیٰ دل میں مرے عزوجل

روح سے میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل
کہ مری جان مدینے کو جو چلتی ہے تو چل

دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا ترے
فکر فردا تو نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل

یاد آئینہ رخسار سے حیرت ہو مجھے
گوشۂ قبر نظر آئے مجھے شیش محل

میزباں بنکے نکیرین کہیں گھر ہے ترا
نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل

رخ انور کا ترے دھیان رہے بعد فنا
میرے ہمراہ چلے راہ عدم میں مشعل

حذف ہوں میرے گناہاں ثقیل اور خفیف
آئیں میزان میں جب افعال صحیح و معتل

میری شامت سے ہو آراستہ گیسوئے سیاہ
عارضِ شاہدِ محشر ہو اگر حسن عمل

صفِ محشر میں ترے ساتھ ہو ایسا تدراج
ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جبریل اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ
سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل

## نظمِ دل افروز[۱]

ہے منزل اک مہِ کنعاں کی قلبِ زار و مضطر میں
یہ مہمانِ عزیز اترا ہے کسی اجڑے ہوئے گھر میں

نہ کوئی پوچھتا ہے اور نہ ذکر اس کا ہے دفتر میں
بڑا دیوانہ ہے محسن کہاں آیا ہے محشر میں

شبِ ہجراں الٰہی! آج بھی کیا طے نہیں ہوگی
اندھیرا جھک گیا وقتِ نمازِ صبح محشر میں

تہِ شمشیرِ ابرو بسملوں نے سر جھکائے ہیں
ہماری بندگی کا سجدہ ہے محرابِ دیگر میں

اُٹھنا خوابِ غفلت کا ہے آساں پر یہ مشکل ہے
کہ رحمن کا بھروسا تھا جو چھینٹے دے نہ محشر میں

عوض میں غمزے کے دنیا کرشمے کے عوض عقبےٰ
لگا ہے ٹھیک آکے زخ نامہ یار کے در میں

ہے جی میں اس غزل کی بحر میں بھر دیجئے گوہر
کہ تاب جلوۂ حسن بیان ہو آبِ دیگر میں

زمینِ شعر پر اعلیٰ مضامیں عرشِ اعظم سے
چلے آتے ہیں شوقِ مصرفِ نعتِ پیمبر میں

حسد کیوں لامکاں پروازیِ افکارِ محسن کا
کسی دن معرکہ ہوگا عطارد میں سخنور میں

ہوا عالم معنبر صبحِ میلادِ پیمبر میں
بسا ہے نالۂ جاں سوزِ بلبل نکہتِ گل تر میں

بھری ہے شوکتِ شاہنشہی اللہ اکبر میں
اذاں کی پنج نوبت بج رہی ہے ہفت کشور میں

نبوت کا تجمل اصطفا کی مسند آرائی
فلک کی ہفت اقلیم اور زمیں کے ہفت کشور میں

شجاعت کا سلح خانہ نہاں بر چینِ ابرو میں
سخاوت کا خزانہ ہر نگاہِ بندہ پرور میں

بیاں بدر[۲] شمشیرِ ہلالی اس قدر چمکی
کہ اب تک چاندنی پھیلی ہوئی ہے ہفت کشور میں

بھرا علمِ لدنی[۳] حق نے سینے کے سفینے میں
کہ لہریں لے رہے ہیں بحرِ مواج آپ کے بر میں

عیاں فرما کے نورِ علّمک ما لم تکن تعلم[۴]
کلامِ پاک کے تارے اتارے قلبِ انور میں

عبادت پھولتی پھلتی رہی ذاتِ مقدس سے
ریاضت بلغ باغ آکر ہوئی پاکیزہ پیکر میں

[۱] یہ وہ مشہور نظم ہے جس پر بہت تضمینیں لکھی گئی ہیں جنمیں سب سے مشہور مخمس نعت نبی کے نام سے مولانا علی حسن صاحب احسن مارہروی کی ہے۔ جو نامی خراں کتب خانہ سے مل سکتی ہے ۱۲ [۲] بدر ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ... میل کے فاصلے پر ہے اس مقام پر ۲ ہجری میں بدر کی لڑائی ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات میں یہی پہلا غزوہ تھا - ابوجہل اسی میں مارا گیا - غزوہ اس مذہبی لڑائی کو کہتے ہیں جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوں ۱۲ [۳] یعنی وہ چیز جو کسی کو بغیر اس کی سعی و کوشش کے اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے عطا فرمائے اصل لدن بفتح لام و ضم دال نزدیک کا ہم معنے ہے لدنی میں یائے نسبت لگا کر یہ اصطلاحی معنی پیدا کئے گئے [۴] تلمیح وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم - یعنی اور اللہ نے اتاری تم پر کتاب اور حکمت اور تم کو سکھایا جو تمہیں معلوم نہ تھا ۱۲ (سورہ نساء رکوع ۱۷) +

طواف اپنا کرے کعبہ یقیں ہے اس سعادت سے
کہ خطبہ تھا شہ کونین کا تقدیر منبر میں

فلک نے آبرو پائی جو چتر فرق عالی کی
دُر شہوار انجم ہو گئے داخل نچھاور میں

قلم ادریس کا مدحت نگار خلعت قدسی
کہ ساتوں پارچے ٹھیک آئے اُسکے جسم اطہر میں

پا تھکرے ہیں اس بت شکن کو خوان صد نعمت
یہ مہمانی ہوئی باغ خلیل ابن آزر میں

جوان ہاشمی کس شان سے بالائے عرش آیا
کہ آئی ہفت پشت آسمان پیر چکر میں

فلک کو عرش پر تھا ناز تقدیم قدمبوسی
مگر دیکھا تو کعبہ چھپ چکا تھا پہلے بستر میں

کلید باب جنت نذر کی سلطان عالم کے
مسہری پھولوں کی مہکا کرے رضوان کے گھر میں

نہ کیوں حد ادب پر ختم ہو جبریل کی عرضی
کہ شمع قرب نے تاثیر کی پروانے کے پر میں

بقرب قاب قوسین[1] آپ پہنچے تو نہ تھا باقی
پر یک تیر کا پلہ کماں کش اور کماں گر میں

تعجب کیا معما کھل گیا گر میم احمد کا
کہ ہے نیرنگ بے رنگی ہمیشہ رنگ دیگر میں

خدا کا نام حق ہے مصطفےٰ کا نام بھی حق ہے
نہاں سر حقیقت ہے مجاز ذات اطہر میں

گھر اُس کا کعبہ اور اللہ اُسکے کعبۂ دل میں
خدا ہے اُس کے گھر اور وہ خدا کے پاک گھر میں

پڑھوں اک قطعۂ پرنور جس کا مطلع روشن
لکھیں لوح بیاض آفتاب صبح محشر میں

اُٹھیں گی انگلیاں کلمے کی تیری سمت محشر میں
جو پوچھینگے ہے کس کا دخل آج اللہ کے گھر میں

ترا اسم گرامی زیر بسم اللہ عنواں میں
ازل کے ہر صحیفے میں ابد کے ہر رجسٹر میں

ترے انوار کا پرتو مہ کنعاں کے نقطے میں
تن بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور میں

حسب میں اور نسب میں اور شرافت اور کرامت میں
نہ تیرا مثل مظہر میں نہ تیرا مثل منظر میں

دل بیدار کا مانند ظاہر میں نہ باطن میں
ضمیر پاک کا ثانی نہ مظہر میں[2] نہ مضمر میں

ترے ہی نور سے نکلے زمین و آسماں بیشک
نہاں تجھ میں ماضی و مستقبل و حال ایک مصدر میں

دم شمشیر موسیٰ تیرے اصحاب مکرم میں
کمال آل ابراہیم تیری آل اطہر میں

ترے اقبال سے شان سلیمانی و داؤدی
ہوئی یکجا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ میں

وقار ہیبت ہارونؑ ہے عباسؓ و حمزہؓ میں
جلال تیغ یوشع[3] تیغ سلمانؓ و ابوذرؓ[4] میں

تری نسبت سے حسن یوسفی و صبر ایوبی
گل اندامان جنت سبط[5] اکبر سبط اصغر میں

رہ جنت ملی ہے آ کے تیرے آستانے میں
شمیم خلد کوچے کی نسیم روح پرور میں

[1] قاب قوسین کے لغوی معنی مقدار دو کمان کے ہیں اور یہاں اشارہ ہے آیہ شریفہ کہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف یعنی بقدر دو کمانوں کے فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم دسورہ نجم رکوع ۱ ۱۲ [2] مظہر بفتح میم ظہور کی جگہ اور مظہر بضم میم فتح ہ کے وہ چیز جو ظاہر کیگئی بخلاف مضمر ۱۲ [3] ایک پیغمبر کا نام ہے جو حضرت موسیٰ کے خلفا میں تھے یسع اور یشوع بھی انہی کو کہتے ہیں ۱۲ [4] سلمان اور ابوذر اصحاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں ۱۲ [5] یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سبط پوتے یا نواسے کو کہتے ہیں ۱۲

تو وہ کوکب ہے جس کا لامکاں تک نور پھیلا ہے
نہیں ہے اس شرف کا کوئی تارا آسماں بھر میں

نہیں ہے اور نہ ہوگی اور کے طالع میں قسمت میں
جو تیری منزلت اور قدر ہے سرکارِ داور میں

وہ دن جلد آئے یارب جب ہوں پیش اعمال اُمت کے
قریبِ عرش کرسی ہو تری دربارِ برتر میں

گنہگارانِ اُمت کی صفائی کی شہادت کو
تری چشمِ عنایت مہر ہو ہر ایک محضر میں

کبائر پیچھے پڑ جائیں جب سرکارِ عالی میں
ندامت سے صغائر مُنہ چھپا لیں اپنا محشر میں

معافی کی لے جا کر مجھ کو ایسی حالت میں
کہ دیگر عرضیاں بے حکم کے داخل ہوں دفتر میں

عجب کیا گر کہیں حضرتؐ نے اُمت کی حفاظت کا
مچلکا[1] لیلیا دوزخ کے کارندوں سے دم بھر میں

تری دیوار کے سائے میں اہلِ حق کے جھرمٹ میں
دمِ توحید کی ہُو حق ہے تیرے حلقۂ در میں

کراماً کاتبیں امیدِ تشریفِ شفاعت میں
کہیں لکھ دیں نہ اپنا نام گنہگاروں کے دفتر میں

غرض ہر جا شفیع و رحمۃٌ للعالمین تو ہے
زمیں میں آسماں میں جنت الماویٰ میں محشر میں

نہیں ممکن کبھی اُس کے مدائح تنویں وش لکھنا
جو کلکِ دو زباں ہو وہ زباں دستِ سخنور میں

وہ تیری مدح بس ہے جو لکھی خامے نے قدرت کے
نبوت کے صحائف میں خداوندی کے دفتر میں

سخن یارب مرے دل کی تڑپ کے ساتھ حاضر ہو
سند لینے کو سرکارِ قبولِ خاص داور میں

رہے پہنے ہوئے قرآن کا جامہ سخن میرا
کوئی حرفِ غلط آئے نہ سہواً میرے دفتر میں

لکھے کلکِ رضا سے کاتبِ اعمال نقل اُسکی
میرے انفاس کا ڈورا لگا کر اپنے مسطر میں

یہ نعتِ تازہ سُنکر عندلیبِ شاخِ طوبےٰ تک
کہے کیا خوب طوطیٰ بولتا ہے باغِ سرور میں

اسی در کی گدائی سندِ اسکندر ہو ہمت کی
نہ جاؤں میں کبھی دربارِ کسریٰ میں نہ قیصر میں

سمایا ہو خیالِ دلربا ہر لحظہ و ہر دم
کہ میری جان آنکھوں سے چلے اللہ کے گھر میں

نکیر و منکر آئیں قبر میں میری یہی کہتے
کہ سو آرام سے یادِ خدا حُبِّ پیمبر میں

لگاویں خاکِ پا ممدوح کی مداح کے مُنہ پر
تیمم کرکے داخل ہوں نمازِ صبحِ محشر میں

سفارش نامہ ہو مولا کا اس دستِ شکستہ میں
پکاریں جب مجھے سرکارِ عالی جاہ داور میں

درودِ غیر محدود آپ کی روحِ معظم پر
تسلسل رشتہ ہے جب تک ابد کے سلکِ گوہر میں

سلامِ غیر معدود آل و اصحابِ مکرم پر
دوامِ عیش ہے جب تک بہشتِ روح پرور میں

تمت

[1] بقول فرہنگِ آصفیہ ترکی زبان کا لفظ ہے۔ بمعنی عہد نامہ و اقرار نامہ ۱۲

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر کے چھپا

# قابل دید و لائق مطالعہ کتابیں

**سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہ کلاں** } مؤلفہ مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری - جو نایاب تھی اور جس کا ایک ایک نسخہ دس دس روپے کو نہ ملتا تھا - اب تیسری مرتبہ شائع ہو گئی ہے - حضرت امیر المومنین کے حالات اور مناقب کو کسی اور مؤلف نے آجتک اس شرح اور بسط کے ساتھ نہیں لکھا - مؤلف اعلام اعلی اللہ تعالی نے ہندوستان بھر کے کتب خانوں اور ممالک لائبریریوں کی سیر کے بعد ساٹھ سو مستند کتب احادیث تفسیر سیر - رجال - تاریخ سے مرتب کیا ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ آنحضرت صلعم کی حدیثیں اور صحابہ کبار رضی اللہ تعالی عنہم کے آثار اور آئمہ کے اقوال درج ہیں اس کتاب کی فہرست مضامین پورے آٹھ صفحوں پر ہے حجم کتاب صفحہ ۸۰۰ تقطیع $\frac{20 \times 26}{16}$ قیمت للعہ مجلد للعہ

**مراۃ العارفین فی ملتمس زین العابدین مترجم اردو** } یہ کتاب عربی میں تصنیف لطیف جناب سید الشہداء مقبول بارگاہ کبریا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے - یہ کتاب مستطاب منازل سلوک میں اعلی پایہ رکھتی ہے - جسکو حضرت نے اپنے لخت جگر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی درخواست پر تحریر فرمایا تھا - قیمت صرف ........ ۴ /

**رباعیات حکیم عمر خیام معہ حالات حکیم مرحوم** } شروع کتاب میں حکیم مرحوم کے نہایت صحیح و مستند اور دلچسپ حالات دئے گئے ہیں - جنسے علامہ شبلی مرحوم کی کتاب شعر العجم خالی ہے پھر حروف تہجی کے اعتبار سے رباعیات بترتیب دیگئی ہیں ہر رباعی درد کی پوری تصویر ہے اور نشتر کی مانند دل میں چبھتی ہے اخیر کتاب میں حکیم مرحوم کا گیارہ اشعار کا ایک فارسی قطعہ بھی درج کیا گیا ہے - جو کسی اور رباعیات میں درج نہیں باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت سب سے سستی یعنی ........ ۵ /

**رباعیات شیخ ابو سعید ابو الخیر رح** } مع ترجمہ و مطالب اردو و حالات شیخ رح شروع کتاب میں حضرت شیخ رح کے نہایت پاکیزہ و مستند حالات دئیے گئے ہیں پھر حروف تہجی کا اعتبار سے ہر رباعی ترتیب وار درج کیگئی ہے اور ہر رباعی کے بعد اسکا ترجمہ اور نہایت موزوں مطالب بیان کئے گئے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں - کیوں نہ ہو جبکہ رباعیات بذات خود عشق الہی میں ڈوبی ہوئی اور درد کی پوری تصویر ہیں اور نشتر کی مانند دل میں چبھ جاتی ہیں اکثر رباعیوں کا ورد جیسا کہ مطالب رباعیات میں بیان کیا گیا ہے حل المشکلات ہے اور علاوہ ازیں بہت سے رموز کے ذریعے کشادگی رزق عزت اور کامیابی کے لئے اکسیر اعظم ہیں ہم حضرت شیخ کی رباعیات میں سے کوئی منتخب کر نہیں سکتے سب سے پہلی رباعی نمونتہ درج ذیل کرتے ہیں جس سے نمونہ از خروار آپ پر رباعیات کی اہمیت کھل جائیگی
بیا باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ + گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ + این درگہ ما درگہ نومیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی باز آ +
قیمت ........ ۸ /

**رباعیات اکبر الہ آبادی** } یعنی مجموعہ رباعیات لسان العصر کلام بلاغت نظام عالیجناب خان بہادر سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی مرحوم - اسکے متعلق صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ ملک بھر میں جناب اکبر الہ آبادی کی شہرت کے بال و پر محض رباعیات ہی ہیں جو نہایت عمدہ کر کے چھپوائی گئی ہیں قیمت صرف ........ ۱۲ /

**پنج گنج حالی** } یہ مجموعہ مولانا خواجہ حالی مرحوم کی پانچ تصنیفات کا ہے (۱) مثنوی کلمۃ الحق (۲) مثنوی نشاط امید (۳) مثنوی تعصب و انصاف (۴) مثنوی حب وطن (۵) ترکیب بند مسلمانوں کی تعلیم - اس مجموعہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے آپکے دل میں ملک و ملت کا درد کیسا کوٹ کوٹ کر بھر اتھا جو ہر رنگ کی نظم میں ظاہر ہو کر رہا - اگر ایک طرف لسان القوم نے مسدس مدو جزر اسلام لکھکر تمام قوم کی سب سے بڑی خدمت کی ہے تو دوسری طرف اس پنج گنج سے بھی کچھ کم خدمت نہیں کی - اگر آپ موجودہ نکبت و ادبار سے خلاصی حاصل کرنی چاہتے ہیں تو اسکے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیے قیمت صرف ........ ۳ /

**نظم درد دل** ڈاکٹر سر اقبال - قیمت ........ ۲ /

**خلافت اور اسلام** از علامہ سر اقبال جس میں بتایا گیا ہے کہ جمہوریت اسلام اور کامن انتخاب فلسفہ مذہب و سیاسیات کا مشترک دو واحد مطمح نظر ہے قیمت ........ ۳۰ /

# تحفۃ السالکین ترجمۂ اردو ارشاد الطالبین

مصنفہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب مستطاب مفید ترین شہیرہ شاہ قاضی رح
ومشہور تصنیفات سے ہے جس کو آپ نے اسلئے لکھا تھا کہ لوگ ولایت کی حقیقت معلوم کریں اور اس میں افراط و تفریط
نہ کریں اور طالبان طریقت منزل تصوف کو بخوبی پہچانیں۔ خوبی اس کتاب لاجواب کی فہرست مضامین سے
جو عدم گنجائش کے باعث مختصراً درج ذیل ہے۔ کاغذ لکھائی چھپوائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت ...